کیا آ گیا بازارِ شام، کیا آ گیا بازارِ شام

گھبرا رہی ہیں بیبیاں خوں رو رہے ہیں کیوں امام

چاروں طرف ہیں آئینے اور بے رِدا سیدانیاں
لرزے میں ہے ساری زمیں تھرّا رہا ہے آسماں
روتے ہیں سر کو پیٹ کر سارے نبی سارے امام

ہر اِک در و دیوار سے آتی ہے رونے کی صدا
ہر گام پر اتنا ستم ہر گام پر اتنی جفا
نوحہ کناں ہے کربلا سکتے میں ہے غربت کی شام

کیوں عابدِ بیمار کی بہنے لگا آنکھوں سے خوں
سیدانیوں کے حال پہ اہلِ ستم ہنستے ہیں کیوں
کیوں سیّدِ کونین کو کرتا نہیں کوئی سلام

انسانیت کی روح کے زخموں سے خوں بہنے لگا
حد ہوگئی ہے ظلم کی خود ظلم بھی کہنے لگا
تاریکیوں میں گھِر گیا اسلام کا ماہِ تمام

شہزادیاں ہیں تشنہ لب ہاتھوں میں ہے اُن کے رسن
اہلِ ستم کہنے لگے زینبؑ کو باغی کی بہن
اک شور ہے چاروں طرف، ہے غاصبوں کا اژدھام

421

ہے خاک بالوں میں پڑی اور نیل ہیں رخسار پر
ہاتھوں کو چہرے پر رکھے کیوں ہے سکینہؑ نوحہ گر
رُخ ہے سوئے کرب و بلا ہونٹوں پہ ہے غازی کا نام

ہر سمت سے سادات پر پتھر برستے دیکھ کر
غیرت سے تھرّانے لگے نیزوں پہ سب شیروں کے سر
گھبرا کے زینبؑ نے کیا رو رو کے فضّہؑ سے کلام

کیا وقت ہے گوہرؔ کوئی سنتا نہیں فریاد بھی
اللہ رے یہ بے بسی اللہ رے یہ بے کسی
خاموش اور سہمی ہوئی ہے دخترِ شاہِ انام